www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

مبلغ

ہفتہ وار

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

The Weekly MUBALLIG
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

23/اگست 2013ء جمعۃ المبارک 15 شوال ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 30

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

زُوِ کندِہ رۄچھمک دَردُک سون زَن
ژیٚے گھنہِ زَن مولہِ وِنی دژآے
وأِلتھ ژھنہِ نَے ڈایَن گزَن تل
تتہِ بون چھے ووٚنی پَنٕنی کمأے

میری جان! میں نے تمہاری وہ قدر کی جو سونے کی کی جاتی ہے، تمہیں جو کچھ دیا گیا وہ قیمتی ہی قیمتی ہے، لیکن اسکے بعد تمہیں ڈھائی گز گہرے کھڈ میں لِٹایا جائے گا۔ اور پھر وہاں تمہارے کام وہی آئے گا، جو تم نے دُنیا میں اپنے اعمال سے کمایا ہوگا۔

لغویات میں انہماک اللہ کی ناراضگی کی علامت

اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، البتہ دنیا میں اس کے ساتھ بہت سی ضرورتیں لگادی، مثلاً کھانا' پینا' سونا' شادی بیاہ کرنا وغیرہ اور اس کی آزمائش کے لیے بہت سے فتنے رونما کیے اور انسان کو اس بات کا مکلّف کیا کہ وہ اپنے نفس سے جہاد کرکے اللہ کی عبادت میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو صرف کرے البتہ دنیوی ضرورتوں میں بھی بقدر ضرورت مشغول ہوسکتا ہے اور ہر ایسے کام سے اجتناب کرے جو نہ عبادت ہو اور نہ دنیوی کسی ضرورت کا حامل ہو کیوں کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے انسانوں کی موجودگی میں زندگی کا حساب لیا جائے گا، عبادت اور ضرورت میں صرف کئے گئے اوقات پر باز پرس نہ ہوگی کیوں کہ مقصد میں لگا رہا اور اس کے علاوہ زندگی کے قیمتی لمحات کو لغویات بے سود اور بے فائدہ کام میں صرف کئے ہوں گے، اس پر باز پرس کے ساتھ ساتھ مواخذہ اور سزا بھی ہوگی۔

آج جس معاشرے ہم میں سانس لے رہے ہیں وہ دشمنوں کی سازشوں کی وجہ سے لغویات میں انہماک کا گویا گہوارہ بن چکا ہے، لوگوں کی اکثریت لغویات میں منہمک ہے، کوئی موبائل پر گیم کھیل کر، کوئی ٹیلی ویژن پر اسپورٹس سیرلس' ہالی ووڈ اور بالی ووڈ کی فلموں کو دیکھ کر، کوئی انٹرنیٹ پر یوٹیوب، فیس بوک (Facebook) اور کوٹ (Our Coot) گوگل (Google) یا ہو (Yahoo) پر تو کوئی برہنہ تصاویر اور ویڈیوز دیکھ کر، کوئی موبائل پر فضول لمبی لمبی گفتگو کرکے، کوئی چوراہوں پر مجلسیں جما کر، کوئی موبائل' ٹیلی ویژن وغیرہ پر کامیڈی کلپس دیکھ کر، سڑکوں پر کھڑے کھڑے گفتگو کرکے، کوئی ہوٹلوں اور لاریوں پر بیٹھ کر، کوئی ضرورت سے زیادہ کھیل کود میں منہمک ہوکر، کوئی کھیل کود کو براہ راست یا ٹیلی ویژن پر دیکھ کر اپنی زندگی کی ساعتوں کو رائیگاں کرکے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو لازم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ ہی ہماری حفاظت فرمائے۔

عزیزو! ہم نے لغویات میں انہماک کے اس گناہ کو گناہ ہی سمجھنا چھوڑ دیا، حالاں کہ یہ بھی ایک بڑا گناہ ہے۔ تو آیئے قرآن وحدیث نے لغویات سے اجتناب پر کتنا زور دیا ہے، ہم اس سے واقف ہوں اور دنیا وآخرت کی رسوائی سے بچنے کی تدابیر اختیار کریں۔ اللہ ہماری مدد فرمائے۔ آمین!

قرآن کریم کوئی معمولی کتاب نہیں بلکہ انسانوں کے لیے دستور حیات ہے جس میں انسان کو صحیح معنی میں انسان کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کے طریقے بتلائے گئے اور ان تمام کاموں اور راہوں سے بچنے کی تلقین کی گئی جو یا تو انسان کی ذلت اور خسارہ کا باعث ہوں یا انسان کے لیے بے سود اور لایعنی ہو۔

قرآن کریم نے پورے اہتمام کے ساتھ لغویات سے اجتناب کی تعلیم دی ہے۔ قرآن کہتا ہے: قد افلح المؤمنون الذی هم فی صلاتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معروضون۔ مذکورہ آیت میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں: تحقیق مؤمنین کامیاب ہوگئے وہ مؤمنین جو خشوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور جو لغویات سے بالکلیہ اجتناب اور اعراض کرتے ہیں اور جو زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

مؤمن کا عقیدہ ہے کہ اللہ مختار کل ہے اس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے، یہاں تک کہ کامیابی اور کامرانی سے ہم کنار کرنا بھی اور ناکامی سے دوچار کرنا بھی اور اللہ خود کامیابی انسان کے اوصاف بیان کرتے ہوئے دو ارکان اسلام یعنی نماز اور زکوۃ کے درمیان لغویات سے اعراض کو کامیاب انسان کا وصف بتلا رہے ہیں تو آپ اسی سے اندازہ لگالیجئے کہ لغویات سے اجتناب کتنی اہم شئ ہے؛ گویا کامل مؤمن اور کامل انسان ہونے کی ایک نشانی ہے نماز قائم کرنا ہے، تو دوسری نشانی اور علامت لغویات سے اجتناب ہے۔ اور اس کے بعد ادائیگی زکوۃ ہے۔ گویا سچا پکا مؤمن ہونے کے لیے جہاں نماز اور زکوۃ کا ادا کرنا ضروری ہے؛ وہیں لغویات سے اجتناب بھی از حد ضروری ہے۔ جب لغویات سے اجتناب اتنی بڑی چیز ہے تو اب ہمیں غور کرنا چاہیے کہ آخر لغو کہتے کس کو ہے؟ کیا کذب بیانی سے کام لینا لغو ہے؟ یا کسی کی غیبت کرنا یہ لغو ہے؟ یا گالی گلوج کرنا یہ لغو ہے؟ نہیں نہیں!! یہ تو سب گناہ کبیرہ ہیں جس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ لغو کہا جاتا ہے ایسا کام اور کلام جس سے نہ کوئی دنیوی فائدہ ہو اور نہ ثواب ملتا ہو اور نہ کسی شر کا دفعیہ ہو۔ انسان جو گفتگو کرتا ہے وہ چار حال سے خالی نہیں۔ (۱) یا تو مکمل گفتگو خیر اور بھلائی پر مبنی ہوگی۔ (۲) یا تو مکمل گفتگو برائی پر مبنی ہوگی۔ (۳) یا تو کچھ بھلائی اور کچھ برائی پر مبنی ہوگی۔ (۴) یا ایسا کلام جو بالکل بے سود اور لغویات پر مبنی ہوگا۔ ان چاروں میں سے صرف قسم اول انسان کے لیے دارین میں نفع بخش ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد الٰہی ہے: والذین لا یشهدون الزور و اذا مرو باللغو مروا کراما۔ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لغویات سے گزرتے ہیں تو خاموشی سے گزر جاتے ہیں۔ یہ عباد الرحمٰن یعنی اللہ کے خاص بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے بیان کیا کہ اللہ کے خاص بندوں میں شمولیت کے لیے لغویات سے اعراض لازم ہے آج ہمارا معاشرہ فلم ٹی وی سریل وغیرہ بڑے شوق سے دیکھتا ہے حالانکہ شہادۃ الزور میں یہ بھی داخل ہے۔

لاخیر فی کثیر من نجواهم۔ بہت زیادہ سرگوشی میں کوئی فائدہ نہیں یعنی آدمی بے کار بیٹھا بیٹھا کانا پھوسی کرتا رہا۔ آج کل موبائل وغیرہ پر لغو لمبی گفتگو بھی اس میں شامل ہوسکتی ہے۔ و اذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه۔ اور جب وہ کوئی لغوبات سنتے ہیں تو اعراض کرتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اس میں دلچسپی لیتے ہیں اور منہمک ہوتے ہیں۔ اور جس چیز کے بارے میں معلومات نہ ہو اس پر اصرار نہ کرو اس لیے کہ قوت شنوائی قوت بصارت اور قوت تدبر وتفکر کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی یعنی جو لغویات دیکھوگے، سنوگے اس کا محاسبہ ہوگا۔ ما یلفظ من قول الالدیه رقیب عتید۔ انسان جو بھی بات کرتا ہے اس کو ایک فرشتہ ریکارڈ کرتا ہے، گویا ہماری گالیاں اور لغو کلام بھی اللہ ریکارڈ کروا رہے ہیں اور ہم اس سے غافل ہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: من حسن اسلام المرء ترکه ملا یعنیه (مسلم)۔ اچھے مسلمان ہونے کی ایک علامت لایعنی چیزوں سے اجتناب۔ گویا لایعنی چیزوں سے اجتناب، گویا لایعنی میں انہماک یہ ایک اچھے مسلمان کا وصف نہیں ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: ان الله کره لکم ثلاثا قیل و قال و اضاعة المال و کثرة السوال۔ (بخاری) اللہ نے ہمارے لیے تین چیزوں کو ناپسند کیا: زیادہ گفتگو، مال کو ضائع کرنا اور زیادہ سوالات کرنا۔ گویا لغو کلام کرنا اللہ کو ناپسند ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ما الجناة؟ تو آپ نے فرمایا: امسک علیک لسانک و لیسعک بیتک و ابک علی خطیئک۔ (ترمذی) نجات کیسے ممکن ہے؟ تو فرمایا: اپنی زبان پر قابو رکھ اور اپنے گھر کا کھوٹا بن جا، یعنی زیادہ اختلاط نہ کر، اور اپنے گناہوں پر رو۔ تو معلوم ہوا کہ نجات کیلئے لغویات سے اجتناب ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے: لا یستقیم ایمان عبد حتی یستقیم قلبه و لا یستقیم قلبه حتی یستقیم لسانه۔ کسی بندے کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل نہ سدھر جائے اور دل اس وقت صحیح راہ نہیں پاسکتا جب تک زبان درست نہ ہوجائے۔ (مسند احمد)

ایک عجیب غریب حدیث پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں، حضرت کعب ابن عجرہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے کہا: هیئا لک الجنة۔ تجھ کو جنت مبارک ہو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا اور کہا: من هذه المتألية علی الله؟ یہ اللہ پر زور زبردستی کرنے والی کون ہے؟

//بقیہ صفحہ 4 پر......//

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

ملّت کے جوانوں سے خطاب

مولانا اعجاز احمد

مسلمان نوجوانو! ایک شخص جو نوجوانی اور جوانی کے مرحلوں کو گزار کر بڑھاپے کی حد میں داخل ہو چکا، کاغذ کے ان صفحات پر تم سے کچھ خطاب کرنا چاہتا ہے، اس کا بوڑھا دل بے قرار ہے، کمزور ہڈیاں درد سے بے تاب ہیں، وقت کی گردش نے تجربات کی بھٹی میں خوب پکایا ہے، اس کا جی چاہتا ہے کہ تم سے کچھ باتیں! جن کا تعلق اس کے نفع، نقصان سے نہیں، خود تمہارے نفع اور نقصان سے ہے، اور وہ بات اس کی نہ ہوگی، اس کی کیا حیثیت کہ وہ ملت کے قیمتی سرمایہ میں تصرف کرے، وہ باتیں تمہارے اور ساری کائنات کے خالق و مالک کی ہوں گی، جوان کے برگزیدہ پیغمبر، جو ہمارے، تمہارے سب سے بڑے مرکز اطاعت و محبت ہیں بلکہ مرکز ایمان ہیں، اور جن کے تعلق سے بڑھ کر ہمارے پاس کوئی سرمایہ نہیں، ان کے لئے ہر سرمایہ، ہر عزت و مرتبہ، ہر دولت و حکومت قربان! خاندان بھی، خویش واقارب بھی، بلکہ دل و جان بھی! سب ان کی بارگاہ میں نذر! جن کی صداقت و حقانیت میں نہ کسی دوست نے شبہ کیا اور نہ کسی دشمن نے! دنیا ادھر سے ادھر ہو سکتی ہے مگر ان کے قول و عمل کی سچائی پر آنچ نہیں آسکتی، ہر زمانے میں ملت اسلامیہ کو جو سربلندی حاصل ہوئی ہے، انھیں کی نسبت کی برکت سے ہوئی ہے، اور جو انحطاط و زوال آیا، اسی تعلق و نسبت کے ضعف واضمحلال سے آیا ہے، یہ بات بالکل حق ہے، اسی طرح حق ہے، جیسے تمہارا نوجوان ہونا حق ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر!

حق کی باتیں، دنیا بھر کے انھیں سب سے سچے بزرگ نے دنیا کو سنائی، تم اللہ کو بھی مانتے ہو، ان کے سچے رسول کو بھی مانتے ہو، دونوں پر پختہ ایمان رکھتے ہو، تو کیا ایسا نہ ہوگا کہ ان کی باتیں تمہارے قلب کی گہرائیوں میں اتر کر تمہارے دماغ، تمہارے کردار و اعمال کو مسخر کر لیں! بے شک ایسا ہی ہوگا۔

پھر تم سے کہتا ہوں کہ ایک لمحہ ٹھہر کر اپنے دل و دماغ، اپنے فکر و خیال کا جائزہ لو، اپنے مقاصد، اپنی خواہشوں اور اپنے میلانات کو دیکھو، پھر اپنے سب سے بڑے مرکز محبت و اطاعت کی باتیں سنو! اور دونوں کا موازنہ کرو کہ ان کے ارشاد اور ان کے احکام سے کوئی مناسبت پاتے ہو، اگر پاتے ہو تو اس عظیم نعمت پر اللہ کا بہت شکر ادا کرو، اور اگر نہ پاؤ تو ذرا فکر کرو اور سنجیدگی سے غور کرو۔ بس اس ایک بات کو اپنے دل میں اچھی طرح جماؤ، اگر معتبر ہے تو انھیں کی بات! اگر قابل یقین ہے تو انھیں کا کلام! اگر مستحق اطاعت ہے تو انھیں کا فرمان! ان سے الگ نہ کسی کی بات معتبر، نہ کسی کا کلام لائق یقین، اور نہ کس کا حکم قابل اطاعت!

اب سنو! انھیں سب سے سچے بزرگ، اللہ کے آخری نمائندے سیّدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان سناتا ہوں، اسے آپ سے براہ راست سننے والے اور ہم سے بیان کرنے والے مشہور برگزیدہ صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں اسے کم از کم چار جگہ درج کیا ہے، میں اس حدیث کو تمہیں سناتا ہوں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص سائے میں پناہ دیں گے، اس روز جبکہ اللہ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) انصاف ور حاکم (۲) وہ جوان جس کی نشو ونما اس کے رب کی عبادت میں ہوئی ہو (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجدوں میں اٹکا ہوا ہو (۴) وہ دو آدمی جنھیں آپس میں محض اللہ کے لئے محبت ہو، اسی محبت کے ساتھ دونوں ملیں، اور اسی پر دونوں الگ ہوں (۵) وہ آدمی جسے کوئی خوبصورت اور صاحب منصب عورت نے چاہا، مگر وہ یہ کہہ کر ہٹ جائے کہ مجھے اللہ کا خوف ہے (۶) وہ آدمی جس نے اس پوشیدہ طور پر صدقہ کیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو سکی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے (۷) وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا، اور اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ ملت اسلامیہ کے نوجوانو! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیو! دین اسلام کے شیدائیو! ذرا اس فرمان کو غور سے پڑھو، اور دیکھو کہ اس میں تمہارا کتنا حصہ ہے؟

عرشِ الٰہی کے سایہ میں جگہ پانے والوں میں ایک نام تو خاص اس گروہ کا ہے جس سے تمہارا تعلق ہے، یعنی شاب نشاء فی عبادۃ ربہ، وہ جوان جس کی نشوونما ہی اس کے رب کی عبادت و بندگی کی مشغولیت میں ہوئی۔ جوانی دیوانی ہوتی ہے، خواہشوں کا طوفان اس میں اٹھتا رہتا ہے، ہر لذت پر نوجوانی ٹوٹ کر گرتی ہے، پوری دنیا رنگین دکھائی دیتی ہے، رگوں میں گرم گرم خون دوڑتا ہے، تو آدمی کو آوارگی کی راہیں ہر طرف کھلی دکھائی دیتی ہیں، اور کھیل کود کی طرف طبیعت لپکتی ہے، ہر بظاہر خوبصورت چیز پر دل مچلتا ہے، لہو ولعب میں رات آنکھوں میں کٹ جاتی ہے اور پتہ نہیں چلتا، نفس کی ہر لذت پر ایسی دیوانگی ہوتی ہے کہ ماضی و مستقبل سب سے آدمی کٹ کر رہ جاتا ہے، طاقت کا نشہ چھاتا ہے تو ظلم و ستم کا ہر کام اپنی ضرورت بن جاتا ہے، دولت ہاتھ آتی ہے تو نہ جانے کتنے لوگوں کے حقوق پامال ہو جاتے ہیں، واقعی نظر بظاہر جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ لیکن وہ جوان کتنا مبارک ہے، اللہ کی نگاہ میں کتنا پیارا ہے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھوں کا کیسا تارا ہے، جس کی جوانی کی قوت کام آتی ہے، تو اس کے پروردگار کی بندگی میں! وہ بھی لذت کا جویا ہے، مگر اپنے مالک کی رضا جوئی میں! اس کے سامنے بھی عمل کی ہر راہ کھلی ہوتی ہے، مگر وہ اس راہ پر دوڑتا ہے جس کی لذتیں اور راحتیں ابدی اور لافانی ہیں، اس کی رگوں میں بھی گرم خون دوڑتا ہے، اور اس کی راتیں آنکھوں میں کٹ جاتی ہیں، مگر لہو ولعب میں نہیں، بلکہ عبادت و بندگی میں، تضرع وزاری میں، جذبۂ محبت و اطاعت میں! اسے جب دولت حاصل ہوتی ہے، تو اس کی نظر غریبوں، کمزوروں اور پریشان حالوں پر پڑتی ہے، وہ روتے ہوؤں کے آنسو پونچھتا ہے، وہ غریبوں کے زخمی دلوں پر مرہم رکھتا ہے، وہ کمزوروں کی مدد کرتا ہے، تو وہ ذات جو تمام دولت و طاقت کا سرچشمہ ہے، اسے اپنی خاص مہربانی سے، ہر غم سے سبکدوش، ہر مصیبت سے آزاد، اور اس کے ہر درد کا مداوا کرتی ہے، اور اس کا آخری نقطۂ عروج یہ ہوتا ہے کہ جس دن تمام کائنات اپنے اپنے نامۂ اعمال میں بدحال ہوگی اور ایسی دھوپ ہوگی جس میں کہیں سایہ نہ ہوگا صرف ایک سایہ ہوگا ٹھنڈا اور راحت بخش اور وہ عرش الٰہی کا سایہ ہوگا، اس میں جوانی کا یہ صاحب کردار اعزاز و اکرام اور خوشی و آرام کی لذت میں ہر غم سے بے نیاز ہوگا۔ تم دیکھو اور بتاؤ کہ جوانی کو کس راہ پر ڈال رہے ہو، اور اس کی طاقت اور اس کے جوش کو کس کام میں لا رہے ہو، کہیں ایسا تو نہیں کہ تمہاری یہ طاقت اور تمہارا یہ جوش محض فضول اور جھوٹی لذتوں میں برباد ہو رہا ہے؟ تمہاری راتیں کہیں صرف لہو ولعب میں تاریک سے تاریک تر تو نہیں ہو رہی ہیں؟ تمہاری آنکھیں محض عارضی اور چند دنوں میں ختم ہو جانے والے یا پردوں پر تھرکتے ناچتے بے جان حسن و جمال کے نظارے میں تباہ تو نہیں ہو رہی ہیں؟ ذرا اپنے کانوں کا خیال کرو، ان میں کس طرح کی آوازیں گھس رہی ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ صرف گانے بجانے کی حرام اور نجس آوازیں کان کو گندہ کر رہی ہیں؟ اپنی زبان پر توجہ دو، اللہ کی عظیم نعمت، جس نے تمہیں جانوروں کی صف سے نکال کر انسانوں کے زمرے میں پہونچایا ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کا استعمال صرف شیطانی الفاظ و کلمات کیلئے ہو رہا ہے، گالیاں، فحش کلامیاں، جھوٹ اور دوسری آفات اور بلاؤں میں تو مبتلا نہیں؟ جوانی یہ سب راستہ دکھاتی ہے، کہیں تمہاری جماعت اس پر تو نہیں دوڑ رہی ہے، یاد رکھو یہ راستہ جہنم کو جاتا ہے، اگر اس پر دوڑو گے تو یہ دوڑ تم کو وہاں پہونچا دے گی جس سے تم کو بچانے کے لئے پیغمبر علیہ السلام نے اپنی ساری طاقت اور تمام تر صلاحیت صرف کی تھی، کیا ان کی محبت، ان کی دلسوزی، ان کی راتوں کی آہ وزاری کا تم یہی حق ادا کر رہے ہو۔

بچو! بچو! پلٹو! اور اس راہ پر دوڑو، جو اللہ کی رضامندی، مغفرت اور جنت کی طرف جا رہی ہے۔

اعلانِ داخلہ

غفلت اور تغافل، جہالتِ جدیدہ اور تجاہل، بوالہوسی اور تکالب، مادہ پرستی اور الحاد، نفس پرستی اور خدابیزاری کے دَور میں بھی بہرحال خوش نصیب لوگ ہر دَور میں ہیروں کی طرح سمندروں کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں، اُن کو اندروں سے بیروں کی جانب لانا ضروری ہوتا ہے تاکہ عالَم اُن سے چمک اُٹھے۔ اسلئے اُن مقدس یا آئندہ سعادت مند بننے والے نفوس سے گزارش ہے کہ دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ میں تعلیم وتربیت کیلئے داخلہ لے لیں۔

عصری تعلیم دسویں جماعت تک اور درجہ حفظ وناظرہ نیز عربی دوم تک کے علاوہ بقدرِ ضرورت انگریزی، ریاضی، سائنس اور کمپیوٹر کی سہولیات بھی مہیا رکھی گئی ہیں، پس محنتی، ذہین وفہیم اور حق کے متلاشی باہمت طلباء کا شدید انتظار ہے، اللہ کرے کہ سواء السبیل کی دعوتِ حق کا مضراب دل کی تاروں کو چھیڑے۔

شعبہ نشر واشاعت: دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

فون نمبر: 9906546004, 9622841975

بقیہ: غیبت.........

ہو جائے گا۔ علماء نے لکھا ہے کہ روزہ کے تین درجے ہیں: (۱) آدمی روزے کی نیت سے کھانے پینے، جماع سے دن بھر رکا رہے یہ عوام کا روزہ ہے۔ (۲) آدمی روزے کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رُکنے کے علاوہ آنکھ ناک کان زبان ہاتھ پیر اور بعض اعضاء کو تمام گناہ کبیرہ و صغیرہ سے روکے رکھے۔ یہ صالحین اور نیک مؤمنوں کا روزہ ہے۔ (۳) روزہ کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے دن بھر رُکنے کے علاوہ تمام اعضاء کو گناہ سے روکے اور قلب کو بھی دنیوی خیالات اور فکروں سے روکے۔ اس طرح کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خیال ہی دل میں نہ آئے۔ ایک حدیث میں ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھ کر باطل کلام اور باطل کام کو نہ چھوڑے (یعنی غیبت یا گناہ کرتا رہے) تو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوا کہ روزہ مقبول ہونیکے لئے ضروری ہے کہ آدمی کھانے پینے جماع چھوڑنے کے علاوہ معصیات اور منکرات مثل جھوٹ، غیبت چغل خوری وغیرہ سے بھی زبان کی حفاظت کرے۔ (فتاوٰی رحیمیہ جلد پنجم)

غیبت کی دردناک سزا:

ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم شبِ معراج ایک ایسی قوم پر گزرے کہ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ لوگ اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچتے تھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں۔ جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت نوچ کر کھاتے تھے۔ اور ان کی عزّت وآبرو لیتے تھے۔ مسند امام احمدؒ کے حوالہ سے صاحبِ اسلامی خطبات فرماتے ہیں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہنم میں ایک جماعت کو مردہ گوشت کھاتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں (جو لوگوں کے گوشت کو کھا رہے ہیں) تو حضرت جبریلؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت (دنیا میں) کھاتے تھے۔ مسندِ ابو یعلی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا (غیبت کریگا) تو قیامت کے دن (وہی گوشت) اس کے قریب کیا جائیگا کہ اس کو آج بھی کھاؤ۔ جیسا کہ تم اس کو زندگی میں کھاتے تھے۔ پس وہ مُنہ بگاڑ بگاڑ کر اسے کھائے گا۔ غیبت کی شناعت وقباحت سے جو بدبو پیدا ہوتی ہے۔ صاحبِ ادراک کو کبھی اس کا احساس بھی ہو جاتا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے کہ اچانک سخت بدبو آئی۔ تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ بدبو کیسی ہے؟ پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبتیں کرتے ہیں۔

کبھی اللہ غیبت کی پاداش میں انسان کو دنیا کے اندر ہی رسوا کر دیتا ہے جیسا کہ ابو داؤد کے حوالہ سے اوپر حدیث گزر چکی ہے کہ ایک دفعہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو لیکن ابھی تک ایمان تمہارے دلوں کے اندر جاگزین نہیں ہوا ہے۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو۔ اور نہ ان کے عیبوں کو ظاہر کرنے کے درپے پڑو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیب کی تلاش میں رہے گا تو اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائیں گے اور خدا جس کے عیب کے درپے ہو تو اس کو اس کے گھر ہی میں رسوا کر دے گا۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

ہفتہ وار **مبلغ** سرینگر کشمیر

23/اگست 2013ء جمعۃ المبارک

ایک اہم اور اعلیٰ پیغام

اگر آپ مسلمان ہیں، اگر کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ایمان رکھتے ہیں، اگر اپنے تئیں امت محمدیہ میں داخل سمجھتے ہیں، تو آپ کے نزدیک دُنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہوسکتا ہے؟ کیا آپ کا کوئی دوست؟ کوئی عزیز؟ کوئی بزرگ خاندان؟ کوئی رئیس؟ کوئی بادشاہ؟ کوئی درویش؟ کوئی عالم؟ کوئی امام؟ آپ کا اُستاد؟ آپ کا مُرشد؟ کوئی مصنف؟ کوئی واعظ؟ کوئی شاعر؟ کوئی ادیب؟ آپ کے خدا نے سب سے بڑا انسان اپنے آخری رسول کو بنا (ﷺ) کر بھیجا ہے۔ سب سے زیادہ بزرگی وفضیلت اُس وجود پاک کے حصہ میں رکھ دی جس کے ذریعہ سے تمام دُنیا کی رہنمائی اور ہر زمانہ کی ہدایت کیلئے سب سے زیادہ جامع، سب سے زیادہ مفصل، اور سب سے زیادہ محفوظ پیغام نازل کیا ہے؟ اور سب سے بڑھ کر بڑائی اُن کے نصیب میں دے دی جن کا اسم گرامی آپ کی زبانوں پر محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ پس اگر آپ اپنے اللہ کے بندۂ مسلم ہیں، تو یقیناً آپ کا بھی عقیدہ وایمان یہی ہوگا۔

لیکن اس بڑائی کے کیا معنی ہیں؟ کیا (نعوذ باللہ) حضورِ انور کوئی بُت ہیں، جن کی پوجا کی جائے؟ کیا (نعوذ باللہ) سرورکائنات (ﷺ) کوئی خوشامد پسند رئیس ہیں، جنہیں شاعرانہ قصیدوں سے خوش کیا جاسکتا ہے؟ کیا (نعوذ باللہ) خاتم النبیین (ﷺ) کوئی دُنیوی معشوق ہیں جن کی شان میں نازک خیالیاں صرف کی جاتی ہیں؟ اللہ کے پاس اس پاک و پاکیزہ، مخلص وخالص، بزرگ وبرتر، بندۂ کامل کا مرتبہ ان دنیوی مرتبوں سے کہیں زائد بڑھ چڑھ کر اور کہیں اعلیٰ وافضل ہے۔

کہ کشید دامنِ فطرتت کہ بقید ماومن آمدی!

تو بہار عالم دیگری، زکجا بہ ایں چمن آمدی!

ان کی ذات گرامی، خدا کی کاریگری کا بہترین نمونہ تھی، ان کی حیاتِ طیبہ، صنعت خداوندی کا کامل ترین ثمرہ تھی، ان کی پاکیزہ زندگی، بشری زندگی کی، ہر حیثیت اور ہر اعتبار سے کامل ومکمل نظیر تھی۔

جب یہ عقیدہ آپ کو بالکل مسلّم ہے جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو واقعتاً آپ تمام اچھوں سے اچھا دوسروں کے قول کو پیش کرتے ہیں، اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کسی عمل کے ہوتے ہوئے آپ دوسروں کے فعل وکردار سے سند پکڑتے ہیں! اگر آپ (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت وفضیلت کے منکر ہیں تو آپ سرے سے اس بحث میں مخاطب ہی نہیں۔ لیکن اگر آپ زبان سے ان کے سب سے افضل واشرف اور معصوم ہونے کا اقرار کرتے ہیں تو پھر یہ کیوں کر جائز ہوسکتا ہے کہ آپ ان کے اقوال اور اعمال پر دوسروں کے اقوال واعمال کو ترجیح دینے لگیں، ان کی بتائی ہوئی راہ کو چھوڑ کر دوسروں کی روش اختیار کرنے لگیں اور ان کی ہدایتوں سے آنکھ اور کان بند کر کے اوروں کے طریقے قبول کرنے لگیں!

نافرمانوں کا ذکر نہیں، سرکشوں کا ذکر نہیں، گمراہوں کا ذکر نہیں، بھٹکے ہوؤں کا ذکر نہیں، ٹیڑھی راہ چلنے والوں کا ذکر نہیں، صرف اچھوں اور بڑوں، نیکوں اور پاکوں، سچے عالموں اور مخلص زاہدوں، اچھے بزرگوں اور پکے مجاہدوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے دِل سے سوال کیجئے، کہ ان میں سے کسی کی زندگی کامل ومکمل ہوئی ہے؟ ان میں سے کوئی معصوم و بے خطا گزرا ہے؟ کسی کی حیات مبارک اس قدر پاک وپاکیزہ گزری ہے؟ کہ آپ بے کھٹکے ٹھیک اسی کے نقش قدم پر قدم اُٹھاتے ہوئے، پورے اطمینان و بے خوفی کے ساتھ ساری منزلیں طے کر سکتے ہیں؟ یہ مخصوص مرتبہ تو سارے دُنیا وجہاں کی مخلوقات میں اسکے خالق نے صرف ایک ہی فرد کو دیا ہے، جس کا نام محمد بن عبداللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) روحی فداہ) ہے۔ پر یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ آپ آفتاب کی روشنی میں اپنے اردگرد اندھیرا پیدا کرتی ہیں، اور پھر چاہتے ہیں کہ شمع یا چراغ کی روشنی آپ کی راہِ زندگی کو پوری طرح منور کردے!

(عبدالماجد دریابادیؒ)

جواھر القرآن

سورۃ الّیل قسط :2 (آیت ا تا ۴)

ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ رات کے وقت اس طرف سے گزرے اور اس ملعون امیہ بن خلف کے مکان سے آواز آہ وزاری کی آپ کے کان میں پڑی۔ آپ نے پوچھا کہ اس گھر میں کیا ہوتا ہے اور یہ آواز کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بلال نامی ایک غلام ہے اس کو مارا جاتا ہے اور یہ آواز اس غلام کے رونے کی ہے۔ اے اللہ اپنے اس شیدائی اسلام اور عاشق رسول کے آنسوؤں اور آہ وبکاہ کے طفیل میں تو ہم کو بھی اسلام پر استقامت نصیب فرما اور اپنے سچے دین کی نہ مٹنے والی سچی محبت عطا فرما۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو یہ معلوم ہو کر نہایت رنج وقلق ہوا اور صبح کے وقت اس کے گھر پر آپ پھر تشریف لے گئے اور اس مردود ظالم امیہ بن خلف کو نصیحت کرنا شروع کی کہ خدا سے ڈر اور اس غلام پر اتنا ظلم ناحق مت کر اس واسطے کہ اس نے سچے دین کو قبول کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اور رضامندی کو اختیار کیا ہے تجھ کو چاہیے کہ اس غلام کو غنیمت جان اور اس کے ساتھ احسان کر کہ آخرت میں تیرے کام آوے گا، اس ملعون امیہ بن خلف نے کہا کہ آخرت ہے کہاں اور دین کہاں سے معلوم ہوا کہ سچا ہے۔ اور اگر بالفرض آخرت ہوئی بھی تو مجھ کو دُنیا میں کس چیز کی کمی ہے، کہ آخرت کی نعمتوں پر جو فقط وہم اور خیال ہے فریفتہ ہوں۔ میرے پاس دُنیا میں بھی بہشت موجود ہے چنانچہ تم بھی جانتے ہو کہ کوئی ایسی کوئی چیز نہیں جو میرے کارخانہ میں کثرت سے موجود نہ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر اسے سمجھایا اور نصیحت کی کہ میرا کہا مان۔ اس بے چارے مسکین پر ظالم نہ بن اور اس سے باز آ۔ اس بدبخت نے کہا کہ اگر تمہارا دل اس پر ترس کھا رہا ہے تو تم بھی مالدار ہو اور آخرت کا اعتقاد رکھتے ہو، تم ہی ثواب کماؤ اور اس غلام کو مجھ سے خرید لو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو اس بات کی آرزو دِل میں رکھتے تھے، اس سے کہا کہ بہتر ہے جو تو طلب کرے میں دوں گا، اور اس کو خریدوں گا۔ اس کافر نے کہا کہ اگر یونہی تمہیں منظور ہے اور تمہیں اس کے خریدنے کا بڑا شوق ہے تو اپنا غلام نسطاس رومی کہ وہ آپ کے غلاموں میں سب سے بڑی لیاقت اور قابلیت تجارت وغیرہ کی رکھتا تھا اور قریب دو ہزار دینار کے پونجی جمع کی تھی وہ مجھ کو دے دو اور اس غلام یعنی بلال کو مجھ سے لے لو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جو اللہ کی رضامندی کے واسطے جان تک دینے میں عذر نہ رکھتے تھے اس بات کو فوراً دِل وجان سے قبول کیا بلکہ چالیس اوقیہ اور زیادہ کر کے اس کافر کو دیئے اور حضرت بلال کو قید خانہ سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لے کر چلے۔ وہ کافر امیہ بن خلف آپ کو دیکھتا تھا اور ہنستا تھا اور اپنے مصاحبوں سے کہتا تھا کہ اس شخص نے باوجود اس عقل ودانائی کے اس معاملہ میں کس قدر دھوکہ کھایا ہے اور کتنا اپنا نقصان کیا اور ایسے غلام کو جو دو ہزار دینار کی پونجی بھی رکھتا تھا ایسے نکمے غلام کے عوض جو کسی کام کا نہیں ہے اور ایک کوڑی بھی پونجی نہیں رکھتا ہے دیا ہے۔ (جاری) (۲۰۰۸/ ۳۷)

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

بارش نازل ہونے کے بعد کی دُعاء

''مُطِرْنَابِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ'' (بخاری حدیث: ۸۴۶، مسلم حدیث:۷۱)

ہم بارش سے نوازے گئے اللہ کے فضل اور رحمت سے۔

مطلع صاحب ہوجانے کیلئے دُعاء

''اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلاَ عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَ الظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ''

الٰہی! ہمارے اردگرد بارش برسا اور (اب) ہم پر نہ (برسا) اے اللہ! ٹیلوں اور پہاڑیوں پر اور وادیوں کے درمیان اور درختوں کے اُگنے کی جگھوں پر (بارش برسا)۔ (بخاری حدیث: ۱۰۱۴، مسلم حدیث:۸۹۷)

چاند دیکھنے کی دُعاء

''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلاَمَۃِ وَ الْاِسْلاَمِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَتَرْضٰی، رَبُّنَا وَرَبُّکَ اللّٰہُ'' (ترمذی حدیث: ۳۴۱۵، دارمی: ۱/ ۳۳۶)

اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تو طلوع فرما اسے ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جس کو تو پسند کرتا ہے، اے ہمارے ربّ اور (جس سے) تو راضی ہوتا ہے، اے چاند! ہمارا اور تمہارا ربّ اللہ ہے۔

کھانا کھانے سے پہلے کی دُعاء

۱۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو اُسے ''بِسْمِ اللّٰہِ'' (اللہ کے نام کے ساتھ (کھانا) شروع کرتا ہوں) کہنا چاہیے اور اگر شروع میں کہنا بھول جائے تو اُسے: ''بِسْمِ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَاٰخِرِہٖ'' (اللہ کے نام کے ساتھ (کھانا) شروع کرتا ہوں اسکے شروع اور اسکے آخر میں) کہنا چاہیے۔ (ترمذی حدیث: ۱۸۵۸)

www.khanqah.in

الحاد اور لادینیت کے سیلِ رواں

کو کیسے روکا جائے؟ - 1

اللہ نے کارخانہ دنیا کو بے سود پیدا نہیں کیا، اور نہ ہی بے اصولی کے ساتھ اللہ اسے چلا رہے ہیں اگر چہ اللہ کی ذات کسی دنیا میں لگے بندھے اصول کی پابند نہیں جتنی بھی چیزیں ان میں سے کوئی بھی چیز کسی فائدہ سے خالی نہیں۔

اگر یہ اصولی بات سمجھ میں آ گئی تو اب جاننا چاہئے کہ انسان کو اللہ نے اس دنیا میں مرکزی حیثیت دی ہے، انسان مقصودِ کائنات اور اس کے ماسوا سب اس کی ضرورت، حاجت کی تکمیل کے لیے اور اسی میں انسان کا امتحان بھی ہیکہ حضرتِ انسان اس کے لیے بنائی گئی اشیاء کو صحیح طور پر استعمال کرتا ہے یا نہیں؟؟ اگر وہ صحیح استعمال کرتا ہے، تو اس کو دارین یعنی دنیا اور آخرت میں اس کا فائدہ پہنچنا ہے؛ اور اگر بلاضرورت اور غلط استعمال کرتا ہے تو دنیا و آخرت میں سزا کا مستحق ہونا ہے۔

ہرادارہ، فیکٹری، مدرسہ، یونیورسٹی اور ملک وحکومت کے اصول وقوانین ہوتے ہیں اگر اس کی پابندی کی جائے تو اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اس قانون کو توڑ دیا جائے تو سزا ہوتی ہے؛ اور خلفشار بھی پیدا ہوتا ہے۔

اللہ نے اتنا عظیم کارخانہ، دنیا بنایا؛ تو یہ کیسے چل رہا ہے؟ ضرور اس نے اس کے قوانین بنائے ہونگیں؟ جس پر دنیا کے حالات کا مدار ہے۔ (اگر چہ اللہ کسی لگے بندھے اصول وقوانین کے پابند نہیں) انسان کو قرآن وحدیث کے ذریعہ اللہ نے اپنے اصول وقوانین سے مطلع کر دیا ہے۔

دنیا کے حالات کب پر سکون اور سازگار رہیں گے؟ اور کب بدامنی اور ابتری کا شکار ہوں گے؟

آج جو دنیا کے بدترین حالات ہیں، اس کا ذمہ دار خود انسان ہے کیوں کہ: اللہ کے قانون کے مطابق دنیا کی حالات کا بگاڑ انسان کے اعمال پر موقوف ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے ﴿ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس﴾ (الروم ۴۱) ''خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا لوگوں کے اعمال کی وجہ سے۔'' ایک اور جگہ ارشاد ہے: ﴿وما اصابکم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير﴾ (الشوری: ۳۰) ''جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے کیے ہوئے اعمال کی پاداش میں ہوئی جبکہ اللہ بہت سے (گناہوں کی سزا) سے درگزر کرتا ہے۔'' ایک اور جگہ ارشاد ہے ﴿ولو يؤاخذ الله الناس بما كسبوا ما ترك على ظهرها من دابة﴾ ''اگر اللہ تعالیٰ انسان کے اعمالِ سیۂ پر دنیا میں مواخذہ لینے پر آجائے تو زمین پر ایک رینگتا ہوا جانور بھی باقی نہ چھوڑے۔''

معلوم ہوا یہ تو ہمارے اعمال سیۂ میں سے بعض کی سزا ہے، سب کی نہیں ورنہ تو بہت پہلے ہی یہ دنیا نیست ونابود ہو چکی ہوتی اور یہ جو حالات دنیا میں آئے ہیں وہ بطور سزا کے نہیں ہیں، بلکہ لوگوں کو مقصدِ حیات یعنی اللہ کی بندگی اور اس کی رضا کی طرف راغب کرنے کے لیے، لعلہم یرجعون۔ بعضے اعمال کی یہ سزا وہ بھی بطور سزا کے نہیں؛ تو آخرت کی سزا کا کیا عالم ہوگا؟!!! اللہ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے اور دنیا و آخرت کے عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے۔

روحانی، جسمانی، معاشی اور سیاسی حالات کے بگاڑ کے تین اہم اسباب

آج دنیا میں ہر شخص اور ہر علاقہ عجیب وغریب بے اطمینانی اور بدامنی کا شکار ہے، ہر شخص حالات کا رونا روتا ہے؛ اور اصل اسباب کی تشخیص نہ کرنے کی وجہ سے حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں؛ جب صحیح اسباب ہی نہیں معلوم تو علاج کیا ہوگا اور جب علاج نہیں ہوگا تو حالات کیسے درست ہوں گے؟ آیئے، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کے اسباب وعلاج کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

حالاتِ دنیا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ دنیا کی ابتری کا سب سے اہم سبب تو ''مقصدِ حیات سے غفلت اور اللہ سے دوری'' ہے؛ مگر اس کے ذیلی موٹے موٹے اسباب تین ہو سکتے ہیں: (۱)......الحاد اور دین سے دوری (۲)......بے حیائی اور بداخلاقی (۳)......رشوت خوری اور سودی نظام۔

مذکورہ تین چیزیں اس وقت دنیا میں انسان کی تباہی میں اہم رول ادا کر رہی ہیں، تینوں کے اثرات کیا ہیں: الحاد اور دینی علم سے جہالت، اور عمل صالح سے فرار، سکونِ قلبی اور اطمینانِ روحانی کے فقدان کا سبب ہے۔ بداخلاقی و بے حیائی، ملکی اور عالمی امن وامان کے غارت کا سبب ہے۔ اور رشوت وسود خوری، مالی بحران اور فقر وفاقہ میں اضافہ کا سبب ہے۔

اگر عالمی منظر نامہ اور ملکی وعالمی اخبار، رسائل وجرائد کا مطالعہ کریں؛ تو آپ دیکھیں گے کہ کہیں تو وہ لوگ جو صاحبِ ثروت ومال ہیں یا صاحب عزت وشہرت ہیں؛ وہ چین، سکون اور اطمینان کی تلاش میں سرگرداں ہیں؛ تو کہیں پوری پوری حکومتیں یا بڑے بڑے تاجر، مالی بحران کا شکار ہیں؛ تو کہیں زنا بالجبر، قتل وغارت گری، فتنہ وفساد برپا ہے کوئی دن ایسی بری خبر سے خالی نہیں گزرتا۔

علم کے نام پر ''الحاد'' کی گرم بازاری

دین، انسان کی ایک فطری ضرورت ہے اور صرف دین ہی نہیں بلکہ ''دین اسلام'' انسان کے لیے ضروری ہے؛ کیونکہ وہ اس دنیا میں کیوں آیا؟ دنیا میں کیسے آیا؟ دنیا میں کیا کرتا ہے؟ اس کو کس نے پیدا کیا؟ کیسے پیدا کیا؟ اس کا دنیا میں مقام کیا ہے؟ دنیوی زندگی کیسے گزارے؟ صرف دنیا ہی سب کچھ ہے یا اس دنیا کے بعد بھی کچھ ہوگا؟ موت کے بعد کیا ہوگا؟ اچھائی کا انجام کیا ہوگا؟ اور برائی کی سزا کیا ہوگی؟ یہ ایسے سوالات ہیں جس کے جوابات نہ عقل سے ممکن ہیں، نہ حواس سے ممکن؛ نہ تجربہ سے ممکن ہیں، نہ مشاہدہ سے ممکن؛ ان کے تشفی بخش جوابات صرف اور صرف ''وحیِ الٰہی'' کی روشنی میں ممکن ہے اور اخیری ''وحیِ الٰہی'' خاتم الانبیاء والمرسلین، احمد مصطفیٰ، محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی؛ اور اللہ نے اس کی مکمل حفاظت کی۔ لہٰذا ''اسلام'' صرف مسلمان کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ ساری دنیا کے انسانوں کی ضرورت ہے۔ (جاری)

علم نحو سیکھئے - 27

سوال: معرفہ کو موثر ہونے کی کیا شرط ہے؟

جواب: اس کی شرط یہ ہے کہ علَم ہوتا کہ معرفہ کی جو بعض قسمیں مثلاً ضمائر وغیرہ جو مبنی ہیں وہ خارج ہو جائیں۔ (تحریر سنبٹ: ۴۶)

سوال: عُجمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: عجمہ وہ لفظ ہے جو عربی لفظ نہ ہو جیسے ابراہیم۔ (تحریر سنبٹ: ۷۶)

سوال: عجمہ کی شرطیں بتایئے؟

جواب: عجمہ کی دو شرطیں ہیں (۱) علم ہوتا کہ تغیری کا امکان جاتا رہے کیونکہ اہل عرب جب اس کا استعمال کریں گے تو زبان پر دشواری ہوگی لہٰذا وہ تخفیف کر کے آسانی پیدا کرنے کیلئے۔ (تحریر سنبٹ: ۴۶)

(۲) کلمہ تین حرف سے زائد ہو یا اگر تین حرفی ہو تو درمیانی حرف متحرک ہو ایسا اسلئے تا کہ چوتھا حرف اور حرکت ثقالت کے قائم مقام ہو جائیں۔

سوال: جمع منتہی الجموع کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ اسم ہے جو مفاعل اور مفاعیل کے وزن پر آئے جیسے مساجد، مصابیح۔

سوال: جمع منتہی الجموع کے کتنے اوزان ہیں؟

جواب: دو اوزان ہیں (۱) مَفَاعِلُ یعنی شروع میں دو حرف مفتوح ہوں اور تیسری جگہ الف ہو اور اس کے بعد دو حرف ہوں، خواہ متحرک ہوں یا مُدغم ہوں جیسے مَسَاجِدُ، دَوابُّ۔ (۲) مَفَاعِیْلُ یعنی شروع میں دو حرف مفتوح ہوں اور تیسری جگہ الف ہو اور اس کے بعد تین حرف ہوں اور درمیانی حرف ساکن ہو جیسے مَصَابِیْحُ۔ (ہدایت النحو)

سوال: جمع منتہی الجموع کو اسباب منع صرف مؤثر ہونے کی کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: اس کی دو شرطیں ہیں (۱) جمع کے وزن پر ہوتا کہ ثقالت پیدا ہو جائے۔

(۲) ھائے وقفیہ کو قبول نہ کرے ورنہ بعض مفرد سے التباس پیدا ہو جائے گا جیسے

اطلاع عام

بوجہ غلطی سکول ریکارڈ میں میرا نام ''ذکریٰ آزاد'' کے بجائے ''مہوش آزاد'' اندراج ہوا۔ جب کہ اصلی نام ''ذکریٰ آزاد'' ہی ہے۔ اب اس کی درستی کرانا مطلوب ہے۔ اگر کسی شخص کو اس بارے میں کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنا اعتراض پرنسپل دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کے دفتر میں سات دن تک پیش کرے، معیاد گذرنے کے بعد کوئی اعتراض قابل قبول نہیں ہوگا۔

ذِکریٰ آزاد بنت آزاد احمد بٹ ساکنہ کھانڈی پورہ کولگام

بقیہ: صفحہ اول سے آگے............

بقیہ: صفحہ اول سے آگے............

حضرت کعب نے کہا میری والدہ ہے تو آپ نے کہا: ما يدريك يا ام كعب لعل كعبًا قال ما لا ينفعه و منع ما لا يغنية۔ اے ام کعب! تجھے کیا پتا کہ کعب نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو بے سود ہو یا کسی ایسی چیز سے روکا نہ ہو جس کی اس کو ضرورت نہ ہو۔ (طبرانی، مجمع الزوائد)

میرے مسلمان بھائیو! ذرا غور کرو حضرت کعب ابن عجرہ جیسے صحابی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ہو سکتا ہے اس نے کوئی لایعنی بات کی ہو یا لایعنی کام کیا ہو جس کی وجہ سے جنت میں نہ جا سکے۔ کیا معلوم ہوا کہ لایعنی گفتگو اور لایعنی میں انہماک جنت سے محرومی کا سبب بن سکتا ہے۔ اللھم احفظ

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: ''من علامة اعرض الله تعالى عن العبد ان يجعل شغله في ما لا يعنيه حذلانا من الله''.

اللہ بندہ سے ناراض ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اللہ اس بندے کو لایعنی کاموں میں لگا دیتا ہے اس سے ناراض ہونے کی وجہ سے۔ گویا لایعنی میں انہماک یہ بھی ہمارے گناہوں کی سزا ہے، لہٰذا سب سے پہلے ہمیں اپنے گناہوں سے توبہ کرنا ہوگا۔ تب اللہ ہم سے خوش ہوں گے، اور جب قوی ہوں گے تو لایعنی سے ہماری حفاظت فرمائیں گے۔ خلاصہ یہ کہ آج پوری دنیا لایعنی میں مشغول ہے اس کا مطلب ہماری اکثریت سے اللہ ناراض ہے، لہٰذا اے لوگو! خدارا اللہ کو راضی کر لو اور آخرت کی تیاری میں لگ جاؤں۔۔۔ اللہ ہمیں توفیق سے نوازے۔ آمین!

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: سود کسے کہتے ہیں؟ سودی معاملہ کرنے والوں کیلئے جو اعلان جنگ اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے ہے، آج کے دَور میں اس وَبا سے پھر کون بچا ہوا ہے تو پھر ہمارے اعمال وعبادات کس کھاتے میں جائیں گے؟ نیز بعض تو سود کو نفع بھی کہتے ہیں اور نفع تو ہم خرید وفروخت میں بھی کماتے ہیں تو قرآن کریم نے کس قسم کے سود کو حرام کہا؟ اسی طرح اور ایک مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو کاروبار کیلئے لون کی ضرورت پڑتی ہے تو کیا اس بھی کوئی خطرہ ہے؟

ماسٹر عبدالرشید شاہ۔ کھریو پانپور

جواب: ایم ایل ایم (M.L.M) یعنی ملٹی لیول مارکیٹنگ

-۱......آج کل ایسے ادارے وجود میں آئے ہیں جو مختلف اسکیموں کو ممبر در ممبر آگے بڑھاتے ہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ادارہ ایک آدمی کو ممبر بناتا ہے، اس سے پانچ سو روپئے فیس لیتا ہے، اور اس ممبر شپ کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس ادارہ کی مصنوعات (Product) مثلاً: کوئی چیز جس کی قیمت بازار میں پچاس روپے ہیں، تو وہ چیز اسے چالیس روپئے میں ملتی ہے، اور اس پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ مزید پانچ ممبر تیار کریں، اگر وہ ایک آدمی کو ممبر بنادے تو ادارہ اس کو دوسو روپئے دیتا ہے، اور جب پانچ ممبر ہو جائیں تو اسے مزید آٹھ سو روپئے یعنی کل ایک ہزار روپئے ملتے ہیں، اسی طرح ادارہ ہر نئے ممبر سے پانچ سو روپئے ممبری فیس وصول کرتا ہے، اور اس پر بھی لازم ہوتا ہے کہ وہ پانچ ممبر بنائے، اور اس ممبر بنانے کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوتا ہے، اب جب جب بھی ادارہ میں نئے ممبر کا اضافہ ہوتا ہے، ادارہ کو بلامحنت ومشقت مفت میں تین سو روپئے، اور پہلے ممبر کو بلاعوض دوسو روپئے کا فائدہ ہوتا ہے، اس طرح کی اسکیم کھلم کھلا قمار بازی (جوا) ہے، اور اس میں سود بھی پایا جاتا ہے اس لیے یہ شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

گولڈ مائن انٹرنیشنل اسکیم

-۲......اسی طرح کی ایک اسکیم ''گولڈ مائن انٹرنیشنل'' (Gold mine international) نامی کمپنی نے پوری دنیا میں پھیلا رکھی ہے، اس کمپنی کا طریقہ کاروبار نیٹ ورک مارکیٹنگ کی طرح ہے، جو مختلف مصنوعات اور سونے کے سکے بھی تیار کر کے فروخت کرتی ہے، کمپنی اپنی تمام مصنوعات کی تشہیر لوگوں میں لوگوں ہی کی زبانی کراتے ہوئے اپنے نئے گاہک (Customers) بنانے کا کام بھی معقول معاوضے کے عوض لوگوں سے لیتی ہے، اس طرح لوگ کمپنی کو نئے گاہک فراہم کرتے ہیں اور کمپنی لوگوں کو اس کے بدلے کمیشن ادا کرتی ہے۔ گرچہ یہ دلالی ہی کی ایک قسم ہے لیکن اس دلالی کے لیے GMI کمپنی کی کوئی چیز مثلاً گھڑی یا کوئی اور پراڈکٹ (Product) خریدنا ضروری ہے، یہ اجارے میں شرطِ فاسد ہے، اس کے علاوہ اس اسکیم میں اور دوسری خرابیاں بھی موجود ہیں، جن کی وجہ سے یہ شرعاً ناجائز ہے۔

''جیونا'' کمپنی اسکیم

-۳......آج کل ''جیونا'' نام سے ایک کمپنی قائم ہے، جس کی اسکیم یہ ہے کہ پینتیس سو روپے دیکر اس کے ممبر بن جاؤ اور ان ساڑھے تین ہزار کے عوض کمپنی کوئی شئ نہیں دیگی، لیکن اگر یہ ممبر کم سے کم مزید دو ممبر کمپنی کے لئے بنا دیتا ہے یعنی یوں کہیے کہ کمپنی کو سات ہزار روپے دوسرے دو فردوں سے لا دیتا ہے، تو کمپنی اسے اس میں سے بطورِ کمیشن چھ سو روپئے ادا کرے گی اور اگر ان دو ممبروں میں سے ہر ممبر دو دو ممبر بناتا ہے، تو جہاں ان دو ممبروں کو چھ چھ سو روپئے بطورِ کمیشن ملیں گے، وہیں پہلے ممبر کو مزید بارہ سو روپئے ملیں گے، یعنی کل اٹھارہ سو روپئے ملیں گے اور اگر یہ چار ممبروں میں سے ہر ممبر دو دو ممبر بناتا ہے، تو ان میں سے ہر ایک کو چھ چھ سو اور پہلے کو گذشتہ کے اٹھارہ سو میں مزید چوبیس سو روپئے ملا کر، یعنی کل بیالیس سو روپئے دیئے جائینگے اور جیسے جیسے یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہیگا ویسے ویسے پہلے ممبر کو بھی ہر ممبر پر کمیشن ملتا رہیگا۔

اسکیم کی یہ صورت جوا اور باطل طریقہ سے لوگوں کے اموال کھانے کی حرمتِ صریحہ پر مشتمل ہے، اس لئے اس طرح کی اسکیموں کا ممبر بنا اور بنانا دونوں عمل شرعاً ناجائز وحرام ہے اور اس پر ملنے والا کمیشن بھی حرام ہے، اس

سُود اور اس کا متبادل - 4

لئے اس طرح کی اسکیموں میں شرکت سے کلی اجتناب ضروری ہے۔

نیشنل بینک سیونگ سکیم

-۴......اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ لوگ اس سکیم میں اپنی رقمیں جمع کرتے ہیں، گورنمنٹ اس رقم سے ملک کے دفاع کے لیے اسلحہ خریدتی ہے، اسلحہ کی موجودہ قیمت چار پانچ سال بعد دگنی تگنی ہو جاتی ہے، اس لیے آج اس اسلحہ کو خریدنے میں چونکہ حکومت کا فائدہ ہوتا ہے، تو حکومت اس سکیم میں اپنی رقمیں جمع کرنے والوں کو ان کی اصل رقم سے زائد رقم ادا کرتی ہے، یہ بھی سود ہے۔

بینک کی کروڑ پتی سکیم

-۵......آج کل اخباروں میں کروڑ پتی اسکیم کا بڑا زور ہے، یعنی بینک یہ اعلان کرتی ہے، کہ جس کے نام پر یہ قرعہ نکلے گا ہم اسے ایک کروڑ روپیہ دیں گے، یعنی آدمی راتوں رات کروڑ پتی بن جائیگا، اصلاً اس صورت میں ہوتا یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے پیسہ رکھوایا، ان سب کے اوپر سود لگایا گیا، لیکن بجائے اس کے کہ یہ سودی رقم ہر ایک کو دی جائے، ایک شخص ہی کو بذریعہ قرعہ اندازی دیدی جاتی ہے، تو گویا مجموعی مقرضین کے ساتھ انعام کا معاہدہ ہوتا ہے کہ قرعہ اندازی کے ذریعہ تمہیں انعام دیا جائے گا، جب کہ انعام کے نام پر دی جانے والی یہ رقم انعام نہیں بلکہ سود ہے، جو بذریعہ قمار لوگوں کو دیا جاتا ہے، اور سود وقمار دونوں شرعاً ناجائز وحرام ہیں۔

لکی انعامی اسکیم

-۶......لکی انعامی اسکیم یا انعامی ٹکٹوں کا کاروبار شرعاً جائز نہیں، کیوں کہ اس پر جوئے کی تعریف صادق آتی ہے، اس سے ملنے والی رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

غرر وقمار پر مشتمل ایک ممبر سازا اسکیم

-۷......آج کل عموماً تاجر یا کمپنی وغیرہ ممبر سازی کے ذریعہ فریج، کولر، واشنگ مشین، سائیکل، موٹر سائیکل وغیرہ اسکیم کے تحت فروخت کرتے ہیں، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی چیز کی اصل قیمت بازار میں مثلاً: پانچ ہزار روپے ہیں تو وہ لوگ پوری رقم یکبارگی لینے کے بجائے، سو روپے ماہانہ ادا کرنے والے سو ممبر پینتالیس ماہ کے لئے بنا لیتے ہیں، اور ہر ماہ پابندی کے ساتھ قرعہ اندازی کی جاتی ہے، اگر پہلے ہی ماہ میں کسی ممبر کا نام قرعہ اندازی سے نکل آتا ہے، تو اس کو صرف سو روپے میں پانچ ہزار کی چیز مل جاتی ہے، اور اگر کسی کا نام دوسرے ماہ میں نکلا تو پانچ ہزار کی چیز اسے صرف دوسو میں مل جاتی ہے، اسی طرح ہر ماہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے والے کو وہ چیز جمع شدہ رقم کے عوض ملتی رہتی ہے، اب پینتالیسویں ماہ میں جتنے ممبر باقی رہیں گے، سب کو وہ چیز دیدی جائے گی، اس طرح کی اسکیم شرعاً قمار (جوا) کو شامل ہے، نیز بوقتِ عقد، ثمن مجہول ہوتا ہے، لہذا یہ اسکیم چلانا، اس میں حصہ لینا، اور قرعہ اندازی سے طے شدہ اشیاء کا حاصل کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

مروجہ لاٹری

-۸......حالیہ زمانے میں بازار کے اندر لاٹری کی مختلف صورتیں مروج ہیں، جن میں سے ایک مشہور صورت یہ ہے کہ بازاروں میں مخصوص جگہ پر لاٹری کی مختلف ٹکٹیں، مختلف قیمتوں میں فروخت ہوتی ہیں، خریدار کسی ایک قیمت یا الگ الگ قیمتوں کے کچھ ٹکٹ خرید لیتا ہے، پھر جب خریدار کا ریکارڈ اصل مرکز میں پہونچتا ہے، اور اس کے نام لاٹری نکل آتی ہے تو اسے متعینہ رقم ملتی ہے، جو اکثر اوقات روپیہ ہی کی صورت میں ہوتی ہے، اور ٹکٹ کی رقم سے زیادہ ہی ہوتی ہے، یہ سود ہے جو شرعاً حرام ہے، نیز اس میں نفع ونقصان مبہم اور خطرے میں رہتا ہے، کہ نام نکل آیا تو نفع ہوگا، اور اگر نہ نکلا تو اصل پونجی بھی ڈوب جائے گی، علاوہ ازیں یہ ٹکٹ خریدنے والے کی محنت کا نتیجہ نہیں، بلکہ محض بَخت (قسمت) واتفاق پر مبنی ہوتا ہے کہ اس کا نام نکل بھی سکتا ہے اور نہیں بھی نکل سکتا ہے، ایسے ہی مبہم اور پر خطر نفع ونقصان کو قمار کہتے ہیں، جو شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

کمی بیشی کے ساتھ چیک کی خرید وفروخت

-۹......بسا اوقات تاجر حضرات آپس میں نقد روپیوں کی بجائے چیک سے لین دین کیا کرتے ہیں، چیک کے بھنانے میں چونکہ وقت لگ جاتا ہے اور تاجر کو فوری نقد روپیوں کی ضرورت ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ، چیک میں لکھی ہوئی رقم سے کم میں، کسی اور کے ہاتھ اس چیک کو فروخت کر دیتا ہے، خریدار وقتِ مقررہ پر اس چیک کو بھنا لیتا ہے، اور اپنی اصل رقم اضافہ کے ساتھ رکھ لیتا ہے۔ شرعاً اس طرح چیک کی خرید وفروخت ربوا اور سود ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام ہے۔

سودی بینکوں کی مختلف اسکیمیں

-۱۰......آج کل بینکوں کی طرف سے مختلف ناموں، مثلاً تعلیم، تجارت اور زراعت کے نام سے قرض دیئے جاتے ہیں، اور مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہم ان قرضوں کے ذریعے غریبوں اور تنگدستوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں، اگر مقصد یہی ہے تو اس کو امداد ہی رہنا چاہیے، اس پر کسی زیادتی کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر قرض کی اس رقم کے ذریعے قرض خواہوں کے کاروبار میں حصہ دار بننا مقصد ہے، تو نفع ونقصان دونوں میں شریک ہونا پڑے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ منافع میں تو حصہ دار بنیں گے اور نقصان میں نہیں بنیں گے، جبکہ بینکوں کو تاجروں، کاشت کاروں وغیرہ کے نفع ونقصان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا انہیں اپنے سود سے مطلب ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ بات اصولِ شریعت کے خلاف ہے، بینکوں کا مقصد امداد کرنا نہیں بلکہ سود حاصل کرنا ہوتا ہے، اور وہ اپنے اس مقصد کی کامیابی کے لیے نئی نئی اسکیمیں، نئے نئے ناموں سے جاری کرتے ہیں، جبکہ وہ تمام اسکیمیں سود پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (جاری)

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC
ایک بار آزمایئے، بار بار تشریف لایئے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact Nos: 9419040053

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

www.khanqah.in

اُمت مسلمہ اور بنی اسرائیل۔1

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی۔رحمۃ اللہ علیہ

میرے عزیز بھائیو اور دوستو اور محترم بزرگو! اس وقت بہت ضروری سمجھ کر ایک بہت اہم بات کہنا چاہتا ہوں، میرے محترم بزرگ اور میرے عزیز بھائی و دوست دلوں کو خوب متوجہ کر کے سنیں۔

آپ میں سے جو حضرات قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ترجمہ قرآن یا درس قرآن کے حلقوں میں شرکت کے ذریعہ اس کے مضامین سے تھوڑی بہت واقفیت رکھتے ہوں گے اُنہیں یہ بات معلوم ہوگی کہ قرآن مجید میں جابجا بڑی کثرت سے بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ قرآن مجید تاریخ کی کتاب نہیں ہے قصہ کہانی کی کتاب نہیں ہے وہ کتاب ہدایت ہے، اس میں جو کچھ ہے ہدایت کیلئے ہے، بنی اسرائیل کا کثرت سے قرآن نے جو ذکر کیا ہے وہ بھی ہماری ہدایت اور تربیت کے مقصد سے کیا ہے۔

بنی اسرائیل کون تھے؟ یوں سمجھئے کہ وہ اپنے وقت کے مسلمان تھے، انبیاء علیہم السّلام کے ماننے والے تھے، بلکہ اُن کی اولاد تھے، حضرت ابراہیمؑ کے ایک صاحبزادے حضرت اسحاق تھے ان کے ایک صاحبزادے حضرت یعقوب تھے، جن کا لقب اسرائیل تھا، اُنہیں کی اولاد ہے جو بنی اسرائیل کہلاتی ہے، یہ سب وہ تھے جو اپنے سلسلہ کے پیغمبروں کو مانتے تھے یہ سب ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ پر ایمان رکھتے تھے۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں جو بنی اسرائیل تھے وہ دو حصوں میں تقسیم تھے، ایک وہ جو عیسیٰؑ کو نہیں مانتے تھے ان کو جھٹلاتے تھے اور ان کے بارے میں بُری باتیں کہتے تھے، لیکن ان سے پہلے کے پیغمبروں کو وہ بھی مانتے تھے، اور دوسرا طبقہ وہ تھا جو عیسیٰؑ کو بھی مانتا تھا، قرآن مجید ان سب کو بنی اسرائیل کہتا ہے، یہ دراصل ایک ہی نسل تھی ایک ہی سلسلہ تھا ان کا حال سمجھ لیجئے جیسے کہ ہم اور آپ مسلمان ہیں، قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں اور حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ اسی طرح یہ بنو اسرائیل اپنے سلسلہ کے پیغمبروں کو مانتے تھے، اور ان کے ذریعہ آئی ہوئی اللہ کی کتابوں کو بھی مانتے تھے لیکن تھوڑے بہت فرق کے ساتھ ان کا حال ایسا ہی بگڑا ہوا تھا جیسا کہ ہم مسلمانوں کا بگڑا ہوا ہے۔ یہ ان کا عمومی حال تھا۔ پوری امت پر نظر ڈالی جاتی تو عام حال یہی نظر آتا، ایسا نہیں تھا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں ان میں کوئی ایک اللہ کا بندہ ایسا نہ ہو جو صحیح راستے پر ہو، قرآن مجید میں کئی جگہ پر صاف صاف کہا گیا ہے کہ اہل کتاب بنی اسرائیل میں بہت نیک اور پارسا افراد بھی موجود تھے، ایک جگہ فرمایا گیا: ''ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ .... مَعَ الشّٰہِدِیْنَ'' اس آیت میں حبشہ کے انصاری کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ان میں ایسے اچھے علماء اور درویش تھے جن میں استکبار نہیں تھا، آگے ان کا یہ حال فرمایا گیا جب وہ قرآن کی آیتیں سنتے ہیں تو فوراً حق کو پہچان لیتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور وہ اللہ کے حضور میں عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہم ایمان لاتے ہیں، تو ہم کو حق کی شہادت دینے والوں میں لکھ لے۔

الغرض ان اہل کتاب میں ایسے ایسے نیک صفت اور مخلص اور حق پرست افراد موجود تھے، لیکن جہاں تک پوری امت کا سوال ہے تو اس کا وہی حال تھا جو میں نے ابھی ذکر کیا۔ ایک حدیث میں یہی مضمون رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یوں بیان فرمایا ہے: ''اللہ کی نظر میں ساری دُنیا تھی، مشرق و مغرب، شمال و جنوب، عرب و عجم سب پر اس کی نگاہ تھی اور سب کی زندگی اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ تھی اور اللہ کے غضب کا مستحق بنانے والی تھی، یہ عام حال تھا، ہاں اہل کتاب (بنی اسرائیل) میں سے کچھ ایسے بچے کھچے افراد رہ گئے تھے جن کی زندگی ایسی نہیں تھی اور جو صحیح راستے پر تھے ان سے اللہ ناراض نہیں تھا۔ قرآن مجید میں پہلے ہی پارہ کا نواں رکوع یہاں سے شروع ہوتا ہے: ''وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ .... وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ'' اس آیت میں ان موٹی موٹی باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کا حکم بنو اسرائیل کو دیا گیا تھا، یہ موٹی موٹی باتیں یہ تھیں: توحید، والدین کے ساتھ حسن سلوک، اہل قرابت، یتیم بچوں اور عام اہل حاجت کے حقوق کی پوری پوری ادائیگی اور بلا تفریق کے تمام انسانوں کے ساتھ نرم گفتگو اور اچھا معاملہ، نیز نماز و زکوٰۃ کا پورا اہتمام۔

جیسا کہ آپ سب نے محسوس کیا ہوگا یہ وہ اصولی ہدایات اور تعلیمات ہیں جن پر ہر نبی اور ہر خدائی کتاب کی تعلیمات میں زور دیا گیا ہے۔ قرآن کی اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی لائی ہوئی شریعت کی بنیادی تعلیمات بھی یہی ہیں۔ بنی اسرائیل کو بھی یہی ہدایات دی گئی تھیں لیکن پھر ہوا کیا؟ قرآن کہتا ہے: ''ثم تولیتم الا قلیلا منکم وانتم معرضون'' پھر تم نے (کچھ دن کے بعد) ان ہدایات سے منہ موڑ لیا اور بے توجہی اختیار کر لی سوائے چند افراد کے۔ قرآن نے یہاں یہ نہیں کہا کہ عام طور پر تم لوگوں نے انکار کر دیا اور مرتد ہو گئے بلکہ قرآن کہتا ہے کہ تمہارا عمومی حال یہی ہو گیا ہے کہ عام طور پر تمہیں کوئی تعلق نہیں رہا، حالانکہ تم نے زبان سے ان چیزوں کو جھٹلایا نہیں اور یہ حال بھی تمہاری اکثریت کا ہوا۔ البتہ ایسے تھوڑے سے افراد تم میں سے موجود ہیں جو اس عمومی بگاڑ میں مبتلا نہیں ہوئے۔

ان اصولی ہدایات کے ساتھ ساتھ بنی اسرائیل کو خصوصی تاکید آپس میں ایک دوسرے کے ناحق خون نہ بہانے اور گھر سے بے گھر نہ کرنے کی بھی کی گئی تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان اصولی ہدایات کے ذکر کے بعد اس خاص ہدایت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور پھر یہ بتایا کہ بنی اسرائیل نے جو معاملہ ان اصولی ہدایات کے ساتھ کیا تھا یعنی عملی بے تعلقی اور بے توجہی کا معاملہ وہی معاملہ انہوں نے اس خصوصی ہدایت کے ساتھ بھی کیا، البتہ اس خصوصی ہدایت کے صرف ایک جزو پر انہوں نے عمل کیا، گویا یوں سمجھئے کہ انہوں نے اللہ کے اکثر حکموں کو نظر انداز کر دیا اور کچھ ایسی جزوی ہدایات پر عمل کیا جن میں ان کو اپنا ذاتی یا قومی نفع نظر آیا۔ قرآن نے ان کے اس پورے رویے کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے: ''اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ''، یعنی کیا تمہارا حال یہ ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے کچھ حکموں کو مانتے ہو اور کچھ حکموں کو نہیں مانتے ہو، تم نے اللہ کے کچھ حکموں کے ساتھ ایمانی معاملہ کیا اور باقی کے ساتھ کافرانہ رویہ رکھا؟ ہم اور آپ غور کریں کچھ حکموں پر عمل کو ان حکموں پر ایمان کا نام دیا اور کچھ حکموں پر عمل نہ کرنے کو ان حکموں کے کفر کے نام سے یاد کیا۔ اسی سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جس ایمان پر خدا کے یہاں وعدے ہیں اس ایمان کا کیا مفہوم ہے اور جس کفر پر دنیا و آخرت کی عبرت ناک سزاؤں کا ذکر ہے اس کفر سے کیا مراد ہے؟ (جاری)

غیبت سے بچئے

(مولانا محمد طیب صاحب قاسمی۔ دار العلوم الٰہیہ صورہ سرینگر)

حضرت ابو سعیدؓ اور جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ شدید (بدتر) ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کیسے غیبت زناء سے زیادہ شدید ہوگی؟

ارشاد فرمایا کہ بے شک جب آدمی زنا کرتا ہے تو اللہ سے توبہ کرتا ہے اور اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور ایک روایت میں یہ (زیادتی) بھی آئی ہے کہ اللہ توبہ قبول فرما کر اسکی مغفرت بھی کر دیتا ہے اور غیبت کرنیوالے اسکی مغفرت نہیں کی جاتی۔ یہاں تک کہ وہ شخص اس کو معاف کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔ اور حضرت انسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ زنا کرنیوالا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لئے توبہ نہیں ہے۔

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب بیان فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت اور بدتر ہے۔ تو صحابہؓ نے تعجباً عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ زنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اور زناء کے متعلق بہت سی وعیدیں آئی ہیں اور شریعت نے اس کی حد بھی متعین کی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سخت ہونے کی وجہ ارشاد فرمائی کہ دیکھو انسان جو زنا کرتا ہے تو بعد الزنا وہ روتا ہے گڑگڑاتا ہے۔ اللہ اس کو معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن غیبت کا حال اس جیسا نہیں۔ اگر انسان غیبت کر کے نادم ہو اور وہ روئے اور توبہ کرے تو اگرچہ وہ ہزار بار بھی توبہ کیوں نہ کرے جب تک غیبت والا معاف نہ کرے، اسکی معافی نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ حق العبد ہے۔ اور حضرت انسؓ کی روایت میں جو یہ آیا کہ صاحبِ الزناء یتوب۔ وصاحب الغیبۃ لیس له توبة' چونکہ انسان زناء کو سخت سمجھتا ہے اس لئے اس کے ارتکاب کے فوراً بعد عموماً انسان توبہ کرتا ہے اور صاحبِ غیبت کے لئے توبہ نہیں ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ انسان غیبت کو ہلکی پھلکی سمجھتا ہے اور عام طور پر انسان اس کے ارتکاب کے بعد توبہ بھی نہیں کرتا۔

کیا غیبت سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزے سے تھے۔ جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز مکمل فرمائی۔ تو ارشاد فرمایا کہ تم دونوں اپنے وضوء کا اعادہ کرو اور نماز کا بھی اعادہ کرو اور اپنے اس روزے کو پورا کرو۔ دوسرے دن (احتیاطاً) اس کے بدلہ روزہ رکھ لو۔ ان دو حضرات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایسا حکم کیوں دیا جا رہا ہے؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم دونوں نے فلاں کی غیبت کی ہے۔ اس حدیث پاک سے جو یہ معلوم ہوا کہ غیبت سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمانا صرف تشدیداً و تغلیظاً ہے تاہم ان دونوں کے ثواب میں کمی ضرور ہوتی ہے۔ چنانچہ قطع نظر اس کے کہ وہ روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں۔ ظاہرِ حدیث کی علماء نے شرح کرتے ہوئے فسادِ روزہ اور فسادِ صلوٰۃ کی وجہ بھی بیان کی ہے۔ چنانچہ محدّث شہیر مُلا علی قاریؒ علامہ طیبیؒ سے نقل فرماتے ہیں: ''علامہ طیبیؒ ارشاد پاک کی ظاہری وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روزہ کا فاسد ہونا تو ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہ کیا تم میں کا کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اور نماز تو اس لئے فاسد ہو جائیگی کیونکہ اس نے بھائی کے دمِ سائل کو پیا۔

محدّث مذکور آگے فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غیبت کرنے سے عبادت کا ثواب ہی کم نہیں ہوتا بلکہ بالکلیہ عبادت ختم ہو جاتی ہے اس لئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز اور روزے کے اعادہ کا حکم دیا۔ لیکن یہ حکم خاص لوگوں کے حق میں جاری ہوگا اور عام لوگوں کے احکام کے قبیل سے نہیں ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ رحیمیہ کے ایک فتویٰ میں کچھ اسی طرح مذکور ہے:

سوال: امام صاحب نے جمعہ کی نماز سے قبل تقریر کے دوران یہ حدیث بیان کی۔ (حدیث من و عن وہی ہے جو عنوان کے نیچے لکھی گئی) یہ حدیث پڑھ کر بتلایا کہ دو شخص جنہوں نے نماز ظہر یا عصر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء میں پڑھی تھی۔ نماز کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہاری نماز اور وضوء نہیں ہوئی کیونکہ تم نے غیبت کی تھی۔

امام صاحب کی نیت اس حدیث سے صرف یہ تھی کہ عوام کے دلوں میں غیبت کی شناعت و بُرائی بیٹھ جائے لیکن عوام میں یہ اضطراب پیدا ہو گیا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے نماز و روزہ نہیں ہوگا اعادہ ضروری ہوگا۔ عوام کا یہ خیال کیا حیثیت رکھتا ہے۔ یہ حدیث عام احکام کو شامل ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا

الجواب: حدیث میں وضوء یا نماز اور روزے کے اعادہ کا حکم خواص کیلئے حقیقۃً اور عوام کے لئے زجراً و احتیاطاً ہے۔ غیبت حرام ہے اس سے عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے۔ لہٰذا غیبت سے بچنے کا پورا اہتمام کیا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ روزہ وضوء فاسد //

بقیہ صفحہ 2 پر......

www.khanqah.in

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے.........

دوسرے صلہ رحمی کرنا ہے تو اپنے پیسے سے کرو۔ پیسہ ان کا اور احسان آپ کا کہ ہم نے بہن کو بلایا ہے اور خرچ کیا ہے، یہ کیا صلہ رحمی ہوئی، تیسرے ہم سے معاملہ کرو کیا اس سودے پر وہ راضی ہیں۔ یک طرفہ فیصلہ کیسے فرمالیا؟ آخر میں ہمیں یہ امر بھی جان لینا چاہئے کہ اسلامی اخلاق وکردار کی تعمیر کے لیے قرآن حکیم، سیرت النبی اور سیرت صحابہؓ کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ اس لیے ہمیں اس کو اپنے روزانہ کے پروگرام میں شامل کر لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق اور خلوص عطا فرمائے آمین۔

باطنی اخلاق کے چار ارکان: جس طرح ظاہری حسن محض آنکھوں کی خوب صورتی کا نام نہیں، بل کہ تمام اعضاء آنکھ، ناک، کان، ہونٹ اور رخسار کی موزونیت کو حسن کہتے ہیں، اور ان تمام کی خوب صورتی سے حسن ظاہر کی تکمیل ہوتی ہے اسی طرح باطنی حسن کے بھی چار ارکان ہیں ان چاروں ارکان میں بھی حسن پایا جانا ضروری ہے، یہ سب ارکان معتدل اور موزوں رہیں گے تو آدمی حسن باطن کے اعتبار سے مکمل کہلائے گا، وہ چار ارکان ہیں قوت علم، قوت غضب، قوت شہوت، اور قوت عدل یعنی پہلی تینوں قوتوں کو اعتدال پر رکھنے کی قوت۔

قوت علم کی خوبی اور اس کا حسن یہ ہے کہ انسان اس کے ذریعہ اقوال میں جھوٹ، سچ، اعتقادات میں حق وباطل اور افعال میں حسن وقبح میں فرق کرنے پر قادر ہو جائے، جب یہ قوت اس درجے کی ہو جائے گی تو اس کا ثمرہ حکمت کی صورت میں دیا جائے گا اخلاق کی اصل حکمت ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ومن يؤتى الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا﴾ "اور جس کو دین کا فہم مل جائے اس کو بڑی خیر کی چیز مل گئی۔"

غضب اور شہوت کی قوتوں کی خوبی یہ ہے کہ دونوں حکمت یعنی عقل وشریعت کے اشاروں پر چلیں اور قوت عدل کا حاصل یہ ہے کہ شہوت وغضب کی قوتوں کو حکمت کے تابع اور پابند کردے عقل ناصح اور مشفق مشیر کی طرح ہے اور قوت عدل کی عقل کے مشوروں کو نافذ کرنے والی ہے، غضب وہ قوت ہے جس میں عقل کے اشارات کی تنقید مقصود ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے شکاری کتا، اسے تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے اور تربیت کے بعد اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ شکاری کے اشارے کے بغیر نہ آگے بڑھتا ہے اور نہ پیچھے ہٹتا ہے، شہوت اس گھوڑے کی طرح ہے جس پر سوار ہو کر شکار لیے نکلا جاتا ہے، گھوڑا کبھی سدھا سدھایا ہوتا ہے اور کبھی سرکش واڑیل ہوتا ہے قوت عدل سے شہوت کو بھی قابو میں رکھا جاتا ہے، ورنہ آدمی شکار کرنے کی بجائے خود شکار ہو جائے۔

جس شخص میں یہ چاروں رکن درجہ اعتدال پر ہوں گے وہ خوش اخلاق ہوگا، اور جس شخص میں بعض ارکان معتدل اور بعض غیر معتدل ہوں گے تو وہ معتدل کی نسبت سے خوش اخلاق کہلائے گا، یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کے چہرے پر آنکھیں خوب صورت ہوں اور باقی اعضاء اچھے نہ ہوں تو اسے آنکھوں کے اعتبار سے حسین کہا جاتا ہے......اور باقی اعضاء کے اعتبار سے بدصورت قرار دیا جاتا ہے، قوت غضب کے حسن اور اعتدال کا نام شجاعت ہے، اور قوت شہور کے اعتدال وحسن کو عفت کہتے ہیں قوت غضب اگر حد اعتدال سے زیادہ ہوگی تو اسے تہور کہا جائے گا، اور کم ہوگی تو اسے بزدلی اور نامردی قرار دیا جائے گا، اسی طرح قوتِ شہوت کی حد اعتدال سے زیادتی شر کہلاتی ہے اور کمی کو جمود کہا جاتا ہے، ان دونوں قوتوں میں اعتدال یعنی شجاعت اور عفت ہی مطلوب ہیں، طرفین یعنی کمی اور زیادتی مطلوب نہیں ہیں بلکہ مذموم ہیں اور انہیں فضائل کے بجائے رذائل کہا جاتا ہے۔ (جاری)

دار العلوم سواء السبیل آپ کی خدمت.........؟

دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جا رہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دار العلوم سواء السبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اب دار العلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاون کی گذارش کی جا رہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کرسکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لاسکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کرسکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام : دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SHOLARS

(Sale & Service)

All Solar Photovoltaic Devices (Lighting & Water Heating) Solar Home Lighting, System,s Street Light, Lanterns, Torchs, Invertors, Batteries etc.

NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM

Cell No's: 9419639044, 9596106546

شادی کے موقعہ پر نماز سے عورتوں کی غفلت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی۔نور اللہ مرقدہٗ

بیاہ شادی کے موقعہ پر عورتیں اکثر نمازیں قضا کردیتی ہیں، اپنی نکالی ہوئی رسمیں تو ایسی پابندی سے پوری کرتی ہیں کہ گویا بالکل فرض ہیں اور خداوند کریم کے فرضوں سے بالکل غفلت برتتی ہیں اور دلہن جب تک دلہن رہتی ہے نماز پڑھتی ہی نہیں۔ نماز پڑھنے کو بے شرمی سمجھا جاتا ہے، یہ عجیب بات ہے کہ کھانے پینے میں شرم نہیں اور نماز پڑھنے میں شرم آڑے آجاتی ہے، کیسی بے جابات ہے؟ اسی طرح جن چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہے اُن میں رمضان کے روزے بھی رکھنا ہے، پُرانی عورتوں کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ نماز میں تو کوتاہی کرتی ہیں مگر روزوں میں مردوں سے آگے رہتی ہیں مگر آج کل کی اُبھرتی ہوئی نسل، اسکول وکالج کی پروردہ پود روزہ نماز دونوں سے غافل ہے، غافل ہی نہیں نماز روزہ کا مذاق اُڑاتی ہے اور اسلام کے کاموں پر فقرے کسے جاتے ہیں، دُنیا میں ہمیشہ تو نہیں رہنا آخر مرنا ہے، قبر کی گود میں بھی جانا ہے، یہ ٹیڈی فیشن اور موڈرن اسٹائل وہاں کیا کام دے گا، اَفسوس آخرت کی فکر نہیں کرتے گویا ہمیشہ اسی دُنیا میں رہیں گے۔ "یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ" عورت کو چاہے پاک دامن رہے، عزّت وعصمت محفوظ رہے، نسوانیت کا تعلق صرف شوہر سے رہے اور بس! نامحرموں سے دور رہنا اور پردہ کا اہتمام کرنا نظریں نیچی رکھنا بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا اور کسی مجبوری سے نکلنا پڑے تو کسی محرم کو ساتھ لیکر خوب پردے کا خیال کرتے ہوئے نکلنا ان چیزوں سے عورت کو عفت وعصمت محفوظ رہ سکتی ہے۔ آج کے دَور میں یہی چیزیں ناپید ہو رہی ہیں اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والی بہت سی لڑکیاں تو پردہ کا مذاق بناتی ہیں اور شرم وحیا کو عیب سمجھتی ہیں کالج کے طلبہ اور طالبات آپس میں فرینڈ (دوست) بن جاتے ہیں، جو چیزیں خلافِ عصمت ہیں وہ دوستی میں نبھ جاتی ہیں، پھر بن بیاہی ماؤں کی اولاد کوڑے کے ڈھیروں اور نالوں کی گہرائیوں میں پڑی ملتی ہے، سب نظروں کے سامنے ہے مگر آنکھوں پر ایسے پردے پڑے ہیں کہ شریعت کی پابندیوں کے مطابق بہو بیٹیوں کو چلانے پر مرد بھی راضی نہیں ہیں، آخر ان کے ذہن بھی تو دُشمنانِ اسلام یہود ونصاریٰ نے مسموم کردیئے ہیں اور آزادی کا زہر پلا کر سب کے دماغوں کو فالج زدہ کردیا ہے حق بات کوئی اثر نہیں کرتی۔ "فَسَيَعْلَمُ الَّذِىْ ظَلَمُوا اى مُنقَلَب يَّنْقَلِبُون" عورت کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے شریعت میں شوہر کے بڑے حقوق ہیں قرآن شریف میں فرمایا ہے: "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوۡنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ" مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، سورۂ بقرہ میں فرمایا: "وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ" اور مردوں کا عورتوں کے مقابلہ میں درجہ بڑھا ہوا ہے۔ ان آیتوں میں واضح طور پر مردوں کو عورتوں کا سرپرست اور سردار بتایا ہے، اولاد کی پرورش خانگی امور مرد وعورت دونوں ہی کے باہمی میل محبت اور مشورہ سے انجام پذیر ہوتے ہیں لیکن شوہر کا مرتبہ بڑا ہے، مردوں کو جہاں اللہ تعالیٰ نے جسمانی قوت وطاقت زیادہ دی ہے، وہاں اُسے سمجھ بھی زیادہ دی ہے، حوصلہ، ہمت، بہادری، دلاوری مردوں میں زیادہ ہے، اِلَّا ماشآء اللہ ان اوصاف کی وجہ سے مرد کو برتری دی گئی ہے اور اسے عورت کا سردار بتایا گیا ہے، جو سردار ہے اُس کی فرمانبرداری ضروری ہوتی ہے ورنہ کاموں میں خلل پیدا ہو جاتا ہے دَورِ حاضر کی فیشنیبل عورتیں مرد کی سرداری تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں بلکہ بہت سی عورتیں اپنے کو بیوی اور شوہر کو شوہر کہنے کو بھی آبرو کے خلاف سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ مجھے بیوی نہیں بلکہ فرینڈ کہو۔ بیوی کہنے میں انسلٹ ہے۔ شریعت نے عورت کے لئے کسی ایک مرد سے نکاح کرکے خاص اسی مرد کے ماتحت رہنے کا جو قانون بنایا ہے، اسی دوستی والی بات ہی کو تو ختم کیا ہے۔ دوستی میں ایجاب وقبول، نکاح، گواہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی جس سے دل ملا، آنکھ لگی ساتھ ہو لیے، یہ طریقہ انبیاء کرام علیہم السَّلام کے راستہ کے خلاف ہے بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ آج انسان اپنی انسانیت کی قیمت بھی نہیں پہچانتا۔ زندگی کے رُخ کو محض حیوانیت پر ڈالنے کو کمال ترقی سمجھنے لگا ہے۔

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 30 | 23 August 2013 | Friday

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 24-08-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

اسلام کی بنیادی تعلیمات سے واقفیت 6

اعدادوتقدیم:(مولانا)حذیفہ بن غلام محمد وستانوی
ناظم تعلیمات ومعتمد جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

(۲) مگر وہ ذات ان چیزوں کی محتاج نہیں ہے،وہ آگ بجھانے کے لیے پانی کی محتاج نہیں ہے حضرت ابراہیمؑ کونمرود نے آگ میں ڈلوایا آگ کا کام جلانا ہے مگر اسے اللہ کا امر نہیں تھا وہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے سلامتی والی بن گئی چھری کا کام ہے کاٹنا مگر امر الٰہی نہ ہو تو چھری کی کیا مجال ہے کہ وہ کاٹے ؟حضرت ابراہیمؑ کو حکم ملا کہ اپنے لخت جگر حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرو آپ چھری چلارہے ہیں چھری چل رہی ہے مگر کاٹتی نہیں ہے اس لیے کہ چھری کی طاقت اور دھار تب اپنا اثر دکھاتی جب اسے اللہ کا حکم ہوتا۔(ماخوذ از: اسلامی عقائد ص۸۹ تا ۱۲۵)

(۳) انسان کارخانہ قدرت کی نیرنگیوں پر توجہ اور نظر کرتا چلا جائے،اس نیلگوں آسمان کو دیکھ لے، جو صرف فضا،ہوا یا کوئی فرضی خط نہیں ہے،بل کہ یہ حقیقی اور ٹھوس جسم رکھتا ہے، یہ ایک کرہ ہے،جس نے ہماری فضا اور اس کی کل کائنات کو اپنے حصار میں لیا ہوا ہے،اور اس دنیا کو ہر طرف سے گھیرے میں لیا ہوا ہے، یہ محض چھت سی جو نظر آرہی ہے، اس میں کھلنے اور بند ہونے کے دروازے ہیں اللہ نے ہماری زمین کی فضاء کے لیے اسے حفاظتی چھت بنایا ہے،اس کے بعد پھر ایک اور فضا ہے،جس کی کشادگی کا اندازہ صرف اللہ ہی کو ہے،اسے ایک اور کرہ گھیرے ہوئے ہے، جو اس سے بھی زیادہ بڑا ہے، پھر اس کے بعد تیسری فضاء ہے، پھر تیسرا کرہ،اس کے بعد چوتھی فضاء، چوتھا کرہ پھر پانچویں فضاء پانچواں کرہ، پھر چھٹی فضا، چھٹا کرہ، پھر ساتویں فضا، اور ساتواں کرہ ہے، پھر ان کے بعد عرش، کرسی، اور لوح وقلم کا عالم شروع ہو جاتا ہے۔

(۴) سورج ہمارے سروں پہ چمک رہا ہے، پوری دنیا تک اس کی حرارت،حدت اور گرمی پہنچ رہی ہے،اس کی شعاعیں پوری دنیا میں پھیلتی ہیں، یہ سورج زمین سے لاکھوں گنا بڑا ہے،آسمان کی وسعتوں میں موجود سیاروں کی موجودگی میں اس کی حیثیت اتنی بھی نہیں جتنا کسی صحرائے اعظم میں ایک ریت کے ذرہ کی ہوتی ہے، یہ سورج ہم سے سوملین کلومیٹر دور ہے،اگر اس کی روشنی کی رفتار سے اس کی مسافت کا حساب لگایا جائے تو تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ بنتی ہے، جو فاصلہ آٹھ منٹ کا بنتا ہے،ہم اس انداز میں حساب لگاتے ہیں کہ دماغ چکرانے لگتا ہے،مگر اس ذات لاشریک کی بوقلمونی پہ حیرت ہوتی ہے۔

(۵) انسان آسمان کی وسعت اور بلندی پہ نظر کرے، کہ حق تعالیٰ نے اسے کیسے بلند کردیا؟ بغیر سہارے اور ستون کے اتنا عالی شان آسمان کھڑا کردینا یہ اس کی قدرت کی دلیل ہے، زمین پر نظر کرے،مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک جہاں جہاں نظر پڑتی ہے،زمین ہی زمین نظر آتی ہے،کہیں ہریالی ہے،کہیں سبزہ ہے،اور کہیں کھیتیاں لہلہاتی ہیں، پھر زمین پانی کی سطح پر بنانا یہ بھی بہت بڑا کمال ہے، پھر زمین کو جنبش وحرکت سے بچانے کے لیے پہاڑ نصب کردیئے، پھر اسے خوب صورت بنانے کے لیے درخت اگادیئے۔

(۶) انسان اللہ کی مخلوقات پہ نظر کرے، جنگلوں کے درندے اور پرندے عجیب عجیب شکلوں میں موجود ہیں، بڑے بڑے جسموں والے اور چھوٹے سے چھوٹے وجود والے، کئی انتہائی خوب صورت ہیں،ایک مور پہ ہی نظر جما کر دیکھا جائے،جب وہ اپنے پروں کو پھیلاتا ہے،اس وقت نرالا ہی انداز ہوتا ہے،دیگر جانوروں کو دیکھا جائے، ہاتھی کے جسم کو دیکھے،اونٹ کی تخلیق کو دیکھے۔غرضیکہ اس زمین پر موجود کسی چیز کو دیکھ لے،تو بے ساختہ اس کی الوہیت، ربوبیت اور وحدانیت کے لیے لفظ سبحان اللہ صادر ہوتا ہے۔

(۷) پانی کے اوپر ویسے کوئی چیز رکھی جائے،تو ڈوب جاتی ہے،انسان یونہی پانی میں گزرے تو غرق ہوجائے،مگر لکڑیوں کی بنی ہوئی کشتی،کئی کئی درجن آدمیوں کو بٹھا کر دریا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچادیتی ہے کشتیاں پانی کا سینہ چاک کرتی چلی جاتی ہیں،مگر اللہ تعالیٰ انہیں بحفاظت منزل تک پہنچاتا ہے، یہ بھی اس کی عظیم قدرت ہے۔

(۸) انسانوں کی خوراک اور غذا بھی عجیب بنائی، ایک سیاہ رنگ کی بھینس، جو مختلف الالوان چارے کھاتی ہے،جن کی نہ رنگت نہ خوشبو،مگر گوبر اور خون کے درمیان سے صاف، شفاف اور لذت دار دودھ نکال کر لایا جاتا ہے، جس سے انسان کو قوت بھی ملتی ہے، اور خوراک بھی ملتی ہے، پھر انسان کی بیماریوں کے لیے شفا کا انتظام کیا،ایک عجیب الخلقت مکھی، جس کا نہ حسن ہے، نہ جمال ہے، نہ جسامت ہے اور نہ بناوٹ،مگر اس کی ڈیوٹی ہے، کہ مختلف پھلوں کو چوس چوس کر انسان کے لیے شہد تیار کرے گی، جو ملاوٹ سے پاک اور ذائقہ دار ہوتا ہے۔

تمباکو، گٹکھا،گل، تپکیر وغیرہ کا حکم: تمباکو اور گٹکھا کھانا،گل یا تپکیر کا دانتوں پر گھسنا،اگر ان سے نشہ آتا ہو تو شرعاً مکروہِ تحریمی ہوگا،اگر نشہ نہ بھی آتا ہو تب بھی اس کے استعمال میں مال کو ضائع کرنا ،دوسروں کو تکلیف پہونچانا ،اور خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا لازم آتا ہے، اس لئے یہ بھی مکروہِ تحریمی ہوگا۔ (المسائل المهمة : ١/ ١٧٥)

فلم بنانا، دیکھنا اور دکھانا: فلم بنانا ،دیکھنا اور دکھانا فی نفسہ مطلقاً ناجائز وحرام ہے، اور جب اس فلم میں واقعات وشخصیاتِ اسلام کو فرضی کرداروں کے ساتھ فلمایا گیا ہو،جیسے فلم "الرسالة" یعنی دَ میسیج آف اسلام (The Message Of Islam) تو اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے، کیوں کہ اسلام اور تاریخِ اسلام کے ساتھ یہ انتہائی بدترین وسنگین قسم کا مذاق ہے ،اور شریعت نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا، ان کے اسباب وذرائع کو بھی حرام قرار دیا۔ (المسائل المهمة : ١/ ١٨١)

کفریہ اور توہین آمیز کلمات پر مشتمل گانے سننا اور سنانا: گانا سننا فی نفسہ حرام ہے،اس کے باوجود بہت سے نوجوان گانا سننے سنانے سے اجتناب نہیں کرتے ،حالانکہ بعض انڈین (بھارتی) گانے ایسے ہوتے ہیں، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں انتہائی گستاخی اور توہین آمیز ہوتے ہیں ،جس سے ذاتِ الٰہی کی طرف جہل، عجز، نقص کو منسوب کرنا لازم آتا ہے، جو آدمی کو کفر وشرک تک پہونچا دیتا ہے، اس لیے ان کفریہ جملوں پر مشتمل گانوں کو سننا، سنانا، گنگنانا اور اسے اچھا سمجھنا کفر ہے۔ (المسائل المهمة : ١/ ١٨٢)

فحش ناول، کامکس، اخبارات وجرائم پڑھنا: آج کل بہت سے نوجوان فحش ناول، کامکس، اخبار ورسائل اور ماہنامہ جرائم وغیرہ پڑھتے ہیں، جن میں جرائم پیشہ افراد کے حالات وواقعات ،طریقہائے جرم، فحش اور گندے اشعار، فحاشی اور عریانیت کو عام کرنے والے مواد، اور بعض ایسے جملے اور ڈائیلاگ ہوتے ہیں، جن سے اسلامی اخلاق سوزی اور ایمان کشی لازم آتی ہے، انہیں پڑھنا اور شائع کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ (المسائل المهمة : ١/ ١٨٤)

حقوق العباد کی اہمیت اور نزاکت: دنیا میں ہم اس طرح سے رہنا سیکھیں کہ کسی انسان کی ہم سے کوئی حق تلفی نہ ہو اس لئے کہ حقوق العباد میں جو کوتاہیاں ہیں وہی آخرت میں خطرناک ہیں۔

دنیا میں تو اس کی تلافی بہت آسان ہے کہ جس کا حق لیا ہے یا تو اسکو ادا کردیا۔ معافی مانگ لو یہاں تو بہت ہی آسان ہے، یہاں کسی کے پاؤں میں اپنے پگڑی رکھ دینا کوئی مشکل کام نہیں، یہاں کسی آدمی سے عاجزی سے معافی مانگنا کوئی عیب کی بات نہیں، لیکن اگر خدانخواستہ کوئی انسان دنیا سے اس حالت میں چلا گیا کہ کسی کو گالی دے رکھی ہے، کسی کی عزت اتاری ہوئی ہے، کسی کی غیبتیں کی ہوئی ہیں، کسی کے پیسے کھائے ہوئے ہیں، کسی کو ستایا ہوا ہے، کسی کو مارا ہوا ہے، کسی کو پریشان کیا ہوا ہے تو یہ چیزیں انسان کے لیے بخشش میں رکاوٹ بن جائے گی۔(ص ۲۸۷ تا ۲۹۵)

حقوق العباد سے متعلق ضروری ہدایات: حقوق العباد سے متعلق حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ کا ایک مضمون ذیل میں پیش کررہے ہیں۔ملاحظہ فرمایئے!

بہت سے دینداری کے مدعی مرنے والے بھائی کی جائیداد سے اس کی بیوی کو حصہ نہیں دیتے بلکہ اسے مجبور کرتے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ نکاح کرلے وہ بے چاری مجبور نکاح کرلیتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے شریعت کی پاسداری کرلی۔ حالانکہ نکاح کرلینے سے اس کے شوہر کی میراث سے جو شرعاً حصہ اسکو ملا ہے اس کو دبا لینا پھر بھی حلال نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورت کو جائیداد میں حصہ دیا گیا تو ہماری زمین کا حصہ دوسرے خاندان میں چلا جائیگا۔ اگر چلا ہی گیا تو کیا ہوا۔ بیوہ عورت کا مال مارنے اور آخرت کے عذاب سے تو بچ جائیں گے۔ بہت سے علاقوں میں رواج ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اس کی لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے بلکہ بھائی ہی دبا بیٹھتے ہیں جو سراسر ظلم کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنا حق مانگتی نہیں ہیں اور معاف کرانے سے معاف بھی کردیتی ہیں۔

واضح رہے کہ حق نہ مانگنا دلیل اس بات کی نہیں ہے کہ انہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور جیسی جھوٹی معافی ہوتی ہے۔ اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے ۔کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ہم کو تو ملتا ہی نہیں۔ لہٰذا معاف ہی کردیتی ہیں اور اپنا حق طلب کرنے سے خاموش رہتی ہیں۔ اگر ان کا حصہ بانٹ کر ان کے سامنے رکھ دیا جائے کہ لو یہ تمہارا حصہ ہے اور جائیداد کی آمدنی جتنی اس کے حصہ کی ہو ان کو دیدی جائے اور وہ اسکے باوجود معاف کردیں تو معافی کا اعتبار ہوگا۔ مجبوری رسمی معافی کا اعتبار نہیں۔ بعض لوگ نفس کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ زندگی بھر ان کو سسرال سے بلائے گے، بچوں سمیت آئیں گی ،کھائیں گی ، پئیں گے ،اس سے ان کا حق ادا ہوجائے گا۔ یہ سب خود فریبی ہے اول تو ان پر اتنا خرچ نہیں جتنا میراث میں ان کا حصہ نکلتا ہے۔ بقیہ صفحہ 7 پر......